Al-Raqim (Research Journal of Islamic Studies)
Volume 02, Issue 02, October-December 2024.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

فہم حدیث کے متعلق اصولیین کے ضوابط ومناہج(ڈاکٹر اریج فہد کی کتاب ضوابط فہم الحدیث بین قوعد الأصوليين و المحدثين) کا تحقیقی جائزہ

Principles and Methodologies of Uṣūliyyīn Regarding the Understanding of Ḥadīth: A Critical Study of Dr. Areej Fahd's Ḍawābiṭ Fahm al-Ḥadīth bayna Qawāʿid al-Uṣūliyyīn wa al-Muḥaddithīn

Salah uddin
Lecturer, Department of Essential studies, NED University of Engineering and Technology Karachi
Email: salaheducation604@gmail.com

Dr. Faraz Ul Haq
Assistant Professor, Department of Essential Studies, NED University of Engineering and Technology Karachi
Email: drfarazulhaq@neduet.edu.pk

Abstract:

The Sunnah of the Prophet ﷺ occupies a central position as the second primary source of Islamic law after the Qur'an. Its correct understanding has therefore remained a major concern for scholars of Ḥadīth, jurists, and Uṣūliyyīn. This study critically examines the principles and methodologies adopted by the Uṣūliyyīn for understanding Prophetic traditions, with special reference to Dr. Areej Fahd's work Ḍawābiṭ Fahm al-Ḥadīth bayna Qawāʿid al-Uṣūliyyīn wa al-Muḥaddithīn. The research highlights key methodological principles such as resolving apparent contradiction among texts, applying rules of preference, recognizing abrogation, considering the objectives of Sharīʿah, observing textual context, distinguishing linguistic and technical meanings, and identifying rulings related to specific incidents. It also discusses the Uṣūlī approach to the authenticity of ḥadīth, interpretation, Arabic linguistic usage, and the interrelationship of legal texts. The study concludes that the Uṣūliyyīn developed a comprehensive and balanced framework that protects the authority of Sunnah while enabling accurate legal reasoning. Their methodology combines textual fidelity, rational analysis, linguistic precision, and awareness of Sharīʿah objectives. Hence, these principles remain highly significant for contemporary understanding of ḥadīth and for avoiding errors in legal deduction.

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

***Keywords**:*
Ḥadīth, Uṣūliyyīn, Sunnah, Interpretation, Abrogation, Context, Maqāṣid.

تعارفِ موضوع:

سنت نبوی ﷺ اسلامی شریعت کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے اور قرآن کریم کے بعد احکام شرعیہ کے فہم واستخراج میں اس کی حیثیت مسلمہ ہے۔اسی لیے محدثین، فقہاء اور اصولیین نے اپنے اپنے مناہج کے مطابق سنت کی خدمت کی۔ محدثین نے سند و متن کی تحقیق، روایت کی صحت، رجال کی جانچ اور حدیث کی درجہ بندی کو موضوع بنایا، جبکہ اصولیین نے حدیث سے احکام کے استنباط، نصوص کے باہمی ربط، تعارض و ترجیح، ناسخ و منسوخ، سیاق وسباق، مقاصد شریعت اور دلالاتِ الفاظ جیسے مباحث کو منظم انداز میں واضح کیا۔ ڈاکٹر اریج فہد کی کتاب ضوابط فهم الحديث بين قواعد الأصوليين والمحدثين اسی علمی تناظر میں ایک اہم تحقیقی کاوش ہے، جس میں فہم حدیث کے حوالے سے اصولیین اور محدثین کے ضوابط کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ زیر نظر مقالہ اصولیین کے ان ضوابط و مناہج کا تحقیقی جائزہ لیتا ہے جن کے ذریعے حدیث نبوی ﷺ کو صحیح تناظر میں سمجھا جا سکتا ہے اور استنباطِ احکام میں علمی اعتدال قائم رکھا جا سکتا ہے۔

فہم حدیث کے متعلق اصولیین کے ضوابط:

اہل علم کے نزدیک سنت نبوی ﷺ شریعت مطہرہ کے مجموعی دلائل میں بالاجماع دوسرے نمبر پر ہے۔اور ہر صاحب فن اپنے فن وذوق کے مطابق خود کو اس سے سیراب کرنے کی سعی کرتا ہے۔ محدثین کرام اپنے اصولوں کے مطابق روایات اور درایات کی فنی تحقیق کرتے نظر آتے ہیں جبکہ اصولیین اپنے زاویہ نظر سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنیاد بنا کر پر احکامات اخذ کرتے ہیں۔
آنے والی سطور میں ان چیدہ ضوابط کا ذکر کیا جارہا ہیں جن کے ذریعے اہل اصول کا فہم حدیث کے متعلق نظریہ اور نقطہ نظر واضح ہوتا نظر آتا ہے۔

نص نبوی ﷺ میں تعارض کی صورت میں قوی دلیل یا اس جیسی دوسری دلیل پر عمل کرنا:

اہل اصول کے ضوابط کے مطابق نصوص میں تعارض واقع ہونے کی صورت میں قوی دلیل یا قوت میں اس جیسی دوسری دلیل پر عمل کیا جائیگا۔اسی بناء پر اہل علم نے جو ترتیب وضع کی ہے وہ یہ ہے کہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اگر تعارض واقع ہو جائے تو تحقیق سے احتراز کیا جائیگا۔

- نص قطعی اور نص ظنی کے درمیان۔
- نص اور اجماع کے درمیان۔
- نص اور قیاس کے درمیان
- اجماع اور قیاس کے درمیان

یہاں اس نکتہ کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ نصوص کے باب میں ظاہری تعارض کبھی دو آیتوں، کبھی دو متواتر حدیثوں، کبھی ایک آیت اور ایک متواتر حدیث میں یا دو غیر متواتر حدیثوں میں واقع ہوتا ہے۔

یہاں اس مقام پر مزید جس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ نصوص کے مابین تعارض محال اور غیر حقیقی ہے۔اصل میں تعارض مجتہد کی طرف سے دوایسی نصوص کے بارے میں وہم ہوتا ہے کہ مجتہد کے اجتہاد کے مطابق دونوں نصوص ثابت ہوتی ہیں لیکن در حقیقت اس میں سے ایک نص ثابت نہیں ہوتی۔[1]

ابہاج کے مؤلف فرماتے ہیں:

"إعلم أن تعارض الأخبار إنما يقع بالنسبة إلى ظن المجتهد أو بما يحصل من خلل بسبب الرواة"

"جان لیجئے کہ احادیث میں تعارض مجتہد کے گمان یا راویوں میں نقص کے بنیاد پر واقع ہوتا ہے"

کسی بھی معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے صادر دو باتوں میں تعارض واقع نہیں ہو سکتا، اسی وجہ سے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لا أعرف أنه روي عن رسول الله ﷺ حديثان بإسنادين صحيحين متضادين فمن كان عنده فليأت به حتى أولف بينهما"[2]

"مجھے نہیں علم کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ کوئی دو متعارض حدیثیں نقل کی گئی ہوں، پس جس کسی کے پاس ہو تو وہ اسے میرے پاس لیکر آئے تاکہ میں ان دونوں میں تطبیق (جمع) کروں"

مندرجہ بالا سطور سے معلوم یہ ہوا کہ نصوص میں تعارض حقیقی نہیں ہوتا کیونکہ صاحب شریعت سے ایک ہی وقت میں دو ایسی نصوص یا دلیلیں صادر ہونا ممکن نہیں جس میں کوئی ایک دوسرے کی نفی کرتی ہو۔

نصوص کے درمیان واقع ظاہری تعارض کو حل کرنے میں فقہاء کا طریقہ کار:

جب نصوص میں باہم تعارض واقع ہو جائے تو فقہاء ان میں کسی ایک کو ترجیح دینے کے لئے کئی طریقوں کا سہارا لیتے ہیں جس میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا طریقہ: متعارض نصوص میں جمع اور موافقت کی صورت پیدا کرنا۔

اس کی مثال آپ علیہ السلام کی ان دو حدیثوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جس میں بظاہر تعارض ہے۔

ایک مقام پر آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

"لاَ يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وهُوَ غَضْبانُ"[3]

"قاضی دو لوگوں کے مابین غصہ کی حالت میں ہر گز فیصلہ نہ کرے"

جبکہ دوسری حدیث میں ہے۔

"أن رجلا من الأنصار خاصم الزبير عند النبي صلى الله عليه وسلم في شراج الحرة التي يسقون بها النخل فقال الأنصاري سرح الماء يمر فأبى عليه، فاختصما عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم للزبير "اسق يا زبير، ثم أرسل الماء إلى جارك". فغضب الأنصاري، فقال أن كان ابن عمتك. فتلون وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال "اسق يا زبير، ثم احبس الماء، حتى يرجع إلى الجدر". فقال الزبير والله إني لأحسب هذه الآية نزلت في ذلك {فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم"[4]

"ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے میں جس کا پانی مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے، اپنے جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری زبیر سے کہنے لگا، پانی کو آگے جانے دو، لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی ﷺ کی خدمت میں پیش تھا۔ آنحضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (پہلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جلدی جانے دے۔ اس پر انصاری کو غصہ آ گیا اور انہوں نے کہا، ہاں زبیر آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا۔ بس رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا اے زبیر! تم سیراب کر لو، پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے "ہرگز نہیں، تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ تسلیم کر لیں"[5]

اہل علم نے ان دو حدیثوں میں جمع و موافقت اس طرح کی ہے کہ غصہ کے وقت فیصلہ سے اس اندیشہ کی بناء پر منع کیا گیا کہ مبادا عدل کے بغیر فیصلہ نہ ہو جائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی عصمت کی بناء پر آپ کے حق میں معاذ اللہ یہ بالکل بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں آپ کی حفاظت فرمائی ہے۔

دوسرا طریقہ: ترجیح کے طریقوں میں سے دو نصوص میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا۔

اگر باہم متعارض احادیث میں جمع کی صورت ممکن نہ ہو اور مجتہد ان میں سے متقدم (پہلے والے) اور متاخر (بعد والے) کا علم نہ رکھتا ہو تو وہ ترجیح کی طرف منتقل ہوتا ہے اور اس کے مختلف طریقوں کی مدد سے کسی ایک نص کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے پھر عند الترجیح اگر کسی ایک نص کا راجح ہونا معلوم ہو جائے تو اسی کے مطابق عمل کر کے اسی کو مقدم کر دیتا ہے۔

اہل اصول نے متعارض نصوص کے مابین ترجیح کے لئے سات مختلف طریقے ذکر کئے ہیں۔

- راوی کی حالت کے مطابق ترجیح۔
- وقت روایت کے مطابق (وقت بلوغ اور عدم بلوغ کو مد نظر رکھ کر ترجیح)
- کیفیت روایت کے مطابق ترجیح۔
- ورود خبر کے وقت کی بنیاد پر ترجیح۔
- لفظ کے حساب سے ترجیح۔
- حدیث پر لگائے گئے حکم کے مطابق ترجیح۔
- جمہور سلف کے عمل کے مطابق ترجیح۔[6]

احادیث نبویہ میں ناسخ و منسوخ کا علم ہونا:

اہل اصول کے نزدیک فہم حدیث کے ضوابط میں نص نبوی کے ناسخ و منسوخ کا علم ہونا ایک اہم ضابطہ ہے، بلکہ اس کی اہمیت کے پیش نظر علماء نے اپنی تالیفات میں اس موضوع کے لئے باقاعدہ ابواب خاص کئے ہیں جن کے ذریعے ناسخ و منسوخ کا علم ہوتا ہے اور اس کے ذریعے سے ان احادیث میں بحث کی جاتی ہے جن میں ظاہری طور پر موافقت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اس قسم کی صورت

حال میں دونوں نصوص میں متقدم (پہلے والے) پر منسوخ اور متاخر (بعد والے) پر ناسخ کا حکم لگایا جاتا ہے [7]۔ اس کے علاوہ علماء نے نسخ کے لئے باقاعدہ کچھ شروط ذکر کی ہیں جن میں کچھ متفقہ ہیں جبکہ کچھ میں اختلاف ہے، آنے والی سطور میں ان شروط کا ذکر ہے جو کہ متفقہ ہیں۔

منسوخ شرعی حکم ہو کوئی اٹل حقیقت یا اعتقادی امر نہ ہو:

اس سے مراد یہ ہے کہ جس حکم کو منسوخ قرار دیا جارہا ہو وہ ایسا معاملہ نہ ہو جس کا تعلق ابدی و کائناتی حقائق کے ساتھ ہو یا اس کا تعلق عقائد کے باب سے نہ ہو جیسے اللہ تعالی کی وحدانیت اور اس پر ایمان ایک اٹل امر ہے، جس کے ساتھ نسخ کے کسی قانون کا کوئی تعلق نہیں، اسی طرح وہ کوئی ایسا معاملہ بھی نہ ہو جو بدیہیات اور معقولات سے تعلق رکھتا ہو جیسے محسوسات میں آگ کا جلانا وغیرہ، بلکہ نسخ احکام تکلیفی میں ہی ہوتا ہے، جیسے واجب اور مستحب وغیرہ۔ [8]

ناسخ و منسوخ کے حکم کا ایک دوسرے سے منفصل ہونا

اس عنوان سے مراد یہ ہے کہ وقت نزول کے حساب سے ناسخ و منسوخ کے درمیان زمانے (وقت) کا کچھ فاصلہ و توسیع پائی جارہی ہو۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ناسخ و منسوخ کا وقت نزول ایک نہ ہو۔ [9]

ناسخ و منسوخ کے جمع کا ممکن نہ ہونا

اگر ناسخ و منسوخ ایک دوسرے کی ضد ہو تو ان کے درمیان جمع کسی صورت ممکن نہیں ہوتی۔ [10]

کسی حکم کے منسوخ ہونے پر دلالت کرنے والی دلیل کا شرعی ہونا

اس عنوان کی وضاحت اس طرح ممکن ہے کہ متقدم (پہلے والے) حکم پر اگر منسوخ ہونے کا حکم لگایا جارہا ہو تو یہ ضروری ہے کہ متاخر (بعد والا) حکم شرعی کتاب وسنت سے ثابت ہو یا بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے منسوخ کے لئے ناسخ شرعی دلیل ہو۔ [11]

منسوخ حکم کا کسی معین وقت کے ساتھ تعلق نہ ہونا

اس سے مراد یہ ہے کہ جس حکم پر منسوخ کا حکم لگایا جارہا ہو اس کا تعلق کسی مخصوص و مقید عمل سے نہ ہو کیونکہ اس طرح سے اس مقررہ وقت کے اختتام کے ساتھ وہ حکم بھی منسوخ ہو جائیگا۔ لہذا جس کسی امر کا تعلق مخصوص و مقید وقت کے ساتھ ہوا وہ نسخ شمار نہیں ہوگا۔

مندرجہ بالا سطور کی توضیح آپ ﷺ کی اس حدیث سے کی جاسکتی ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: "لا صلاة بعد صلاة الصبح إلى طلوع الشمس، ولا بعد العصر حتى تغيب الشمس" [12]

"فجر کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک سورج طلوع نہ ہو اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک سورج غروب نہ ہو"

مذکورہ بالا حدیث میں کسی بھی نماز کا حکم منسوخ نہیں ہو رہا کیونکہ دونوں کا تعلق ایک خاص وقت کے ساتھ جوڑا گیا، پس یہ حکم نسخ میں شمار نہیں کیا جائیگا۔

نص نبوی کے فہم میں مقاصد شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے رہنمائی حاصل کرنا

مقاصد شریعت کا علم مضبوط ستونوں پر قائم، گہری اساس اور باریک بینی والا علم ہے۔ اسی تناظر میں ابن عاشور فرماتے ہیں:

" معرفة مقاصد الشريعة نوع دقيق من أنواع العلم،وحقُّ العالم فهمُ المقاصد. والعلماء في ذلك متفاوتون على قدر القرائح والفهوم." [13]

"علوم کی مختلف اقسام میں سے مقاصد شریعت کی معرفت ایک باریک قسم ہے اور مقاصد شریعت کی سمجھ حاصل کرنا عالم کی ذمہ داری ہے،اور علماء اپنے مزاج اور فہم کے مطابق اس کی سمجھ رکھنے میں تفاوت رکھتے ہیں"

نصوص کو سمجھنے اور اوامر ونواہی کے معاملے میں آپ ﷺ کی مراد تک پہنچنے کے لئے مقاصد شریعت سے راہنمائی لینا بہت ضروری ہے اور اسی میں مخلوق خدا کی دنیاو آخرت کی بہتری ہے۔

مقاصد شریعت کے حوالے سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هي الحكم التي أرادها الله من أوامره ونواهيه ،لتحقيق عبوديته،وإصلاح العباد في المعاش والعباد"[14]

"مقاصد شریعت دراصل اوامر ونواہی کی وہ حکمتیں ہیں جن کا اللہ سبحانہ وتعالی نے ارادہ فرمایا ہیں تاکہ عبودیت کا مقصد پورا ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی وموت کے معاملات میں بندوں کی بہتری ہو"۔

مقاصد شریعت کی روشنی کے بغیر حدیث نبوی علیہ السلام کو صحیح مفہوم کے ساتھ سمجھنے کا تصور ہی ممکن نہیں ہے۔اسی لئے ضروری ہے کہ ان مقاصد کا لحاظ رکھا جائے جن کا شریعت نے لحاظ کیا ہے تاکہ نص نبوی کو بہتر انداز سے سمجھا جاسکے۔

مقاصد شریعت کو ترک کرکے صرف ظاہری حروف پر توجہ دینے سے بسا اوقات سنت کی روح اور حقیقت تک پہنچا مشکل ہوتا ہے بلکہ جو شریعت کا مقصد ہوتا ہے اس کے برعکس معاملہ ہو جاتا ہے اگرچہ ظاہر میں تمسک بالسنہ ہو۔[15]

مندرجہ بالا موخر الذکر سطور کو ایک حدیث کی روشنی میں سمجھے جاسکتا ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کونسے اعمال اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں؟آپ علیہ السلام نے فرمایا: " **أدومها وإن قل" وقال "اكلفوا من الأعمال ما تطيقون"**[16]

"جو اعمال ہمیشہ کیئے جائیں اگرچہ مقدار کم ہوں"اور فرمایا"اعمال میں وہی کیا کرو جس کی آپ طاقت رکھتے ہو"

اس سے مراد ہرگز عبادت میں کمی لانا یا اس پر ہمیشگی چھوڑنا نہیں ہے بلکہ اس میں عبادت گزار پر رفق وشفقت ہے تاکہ وہ مشقت وسختی یا ترک عبادت میں واقع نہ ہو۔

حدیث کے فہم میں سیاق کا لحاظ رکھنا۔

اہل علم نے حدیث نبوی ﷺ کو سمجھنے کے لئے جو معیارات وضع کئے ہیں ان میں سے ایک اہم معیار اس نص کے سیاق کو سمجھنا ہے۔اس لفظ کا اصل مادہ "سوق " ہے۔کتب لغات میں یہ لفظ اسی مادہ کے ساتھ قریب قریب معانی میں ذکر ہوا ہے۔ معجم الوسیط میں اس کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ۔ "سياق الكلام تتابعه وأسلوبه الذي يجري عليه "[17]

"سیاق کلام سے مراد اس کا تسلسل اور وہ اسلوب ہے جس پر وہ کلام چل رہا ہوتا ہے"

یہی وجہ ہے کہ جب معانی متعدد جائیں تو اس کے مقصود کے احتمالات بھی زیادہ ہو جاتے ہیں۔

اور اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ عام طور پر کسی بھی کلام کو سیاق کے تناظر میں سمجھنا ایک لازمی امر ہے اور خاص طور پر اگر وہ حدیث کی نص ہو تو اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔۔حدیث نبوی علیہ السلام کو اس کے سیاق کے تناظر میں نہ سمجھنے سے فہم میں نقص و خلل واقع ہوتا ہے۔اس بات کو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے اس واقعے سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔جب یہ آیت نازل ہوئی۔

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔"[18]

"کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو جائے"۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک سفید اور ایک سیاہ دھاگہ لیکر اپنے تکیہ کے نیچے رکھ دیا اور پھر اسے دیکھنے لگے، لیکن جب انہوں نے دونوں کے درمیان کوئی تمیز نہیں دیکھی تو صبح نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور رات والا قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے از راہ مزاح فرمایا" إن وسادك إذا لعريض أن كان الخيط الأبيض والأسود تحت وسادتك "[19]

"پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہو گا کہ صبح کا سفیدی خط اور سیاہ خط اس کے نیچے آگیا تھا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ سیاق مندرجہ ذیل امور کے گرد گھومتا ہے۔

- کلام میں گفتگو کرنے والے کا مقصود ہی سیاق ہے۔
- سیاق ان خاص واقعات اور احوال کا نام ہے جس کے بارے میں میں نص وارد ہوئی ہے۔
- سیاق کا تیسرا معنی جو کہ موجودہ زمانے میں سیاق لغوی کے نام سے جانا جاتا ہے،اور اس سے مراد کلام کے موضوع پر غور و فکر کرنا،اس کو پر کھنا اور تجزیہ کرنا ہے۔[20]

سیاق کی اہمیت کے حوالے سے امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"السياق يرشد إلى تبيين المجمل وتعيين المحتمل والقطع بعدم احتمال غير المراد وتخصيص العام وتقييد المطلق وتنوع الدلالة وهذا من أعظم القرائن الدالة على مراد المتكلم فمن أهمله غلط في نظره وغالط في مناظرته".[21]

"سیاق سے مجمل کا بیان،احتمال کا تعین،اور جو مراد نہ ہو اس کے عدم احتمال کا یقین،عام کی تخصیص، مطلق کی تقیید،اور دلالات کے تنوع میں رہنمائی ملتی ہے۔اور یہ متکلم کے مفہوم پر دلالت کا سب سے بڑا قرینہ ہے اور جو اسے ترک کرتا ہے، وہ اپنی رائے میں بھی غلطی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی غلطی کرواتا ہے"

لغوی معانی کے ساتھ شرعی مفاہیم کا خیال رکھنا

شریعت میں بہت سارے الفاظ ایسے ہیں کہ جنہیں شریعت نے لغوی معنی کے بجائے نئے معانی کی دلالات کے لئے وضع کیا ہے۔جیسے کہ صلاۃ،زکاۃ اور صیام یہ وہ شرعی حقائق اور اصطلاحات ہیں جو ایسے جدید معانی و مفاہیم پر مشتمل ہیں جن کا لغت کی کتابوں میں ذکر نہیں ہے۔

علماءِ اصول فقہ کے ہاں انہیں حقیقت شرعیہ یا اسماءِ شرعیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔اور اس قسم کی اصطلاحات وضع کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔کیونکہ ایک مشہور قاعدہ ہے۔"لا مشاحة في الاصطلاح"

"اصطلاح میں اختلاف و اعراض کی گنجائش ہے(کیونکہ باہمی طور پر متعارف و متفق علیہ ہے)"

جدید معانی کو سمجھنا مجتہد کے لئے نص نبوی ﷺ کی صحیح سمجھ فراہم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔اہل علم نے اسمائے شرعیہ کی تعریف یوں کی ہے۔:"الاسم المستعمل في الشريعة على غير ماكان عليه في موضوع اللغة"[22]

"شریعت میں لفظ کا ستعمال لغت میں وضع شدہ معنی سے مختلف استعمال ہو۔"

پس معلوم یہ ہوا کہ حقیقت شرعیہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی لفظ لغت میں جس معنی کے لئے وضع ہوا ہو شریعت اس ے اس کو لغت کی بجائے کسی اور معنی میں استعمال کرے اور اس کا استعمال اس قدر کثرت سے ہو کہ جب بھی وہ استعمال ہو تو اس سے مراد وہ معنی لیا جائے جو کہ شریعت کا مراد ہے۔

کسی خاص واقعے سے نص نبوی کے تعلق کا علم ہونا

اس عنوان کے تحت ایک اصطلاح"قضية العين "وضع کی گئی ہے،یعنی"نص میں موجود واقعے کا کسی خاص شخص سے تعلق ہونا۔"[23]

اس میں شارع کسی متعین شخص پر وہی حکم لگاتا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی اور کے لئے اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا اگرچہ وہی واقعہ اس کے ساتھ بھی پیش آیا ہو۔

اہل علم نے اس قسم کے خاص امور کے لئے مختلف اصطلاحات وضع کی ہیں جیسے،قضايا اعيان ،قضية عين،قضية معينة،واقعة عين ،واقعة حال ،حكاية الفعل ،حكاية الحال ،نازلة فى عين ،قضية عين وغیرہ۔متذکرہ اصطلاحات دلالات میں ایک دوسرے سے متشابہ ہیں۔

امام زرکشی نے قضايا اعيان کے بارے میں علماء کا اختلاف ذکر کیا ہے کہ اس کا حکم عام ہوگا یا نہیں؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا حکم عام نہیں ہے کیونکہ اس میں علت کی بناء پر تخصیص واقع ہوئی ہے۔امام غزالی نے بھی المستصفی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔اور بعض اہل علم نے اس کے حکم کو عام کہا ہے۔

شریعت میں کسی خاص واقعے سے متعلق صادر حکم کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

- صاحب واقعہ نے خود نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا ہو۔
- صاحب واقعہ کے سوال کے بغیر حضور ﷺ نے اس کا حکم دیا ہو۔

یہاں اس امر کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ اگر کسی کے لئے خاص واقعے میں کوئی حکم صادر ہوا ہو تو یہ ضروری ہے کہ دیگر دوسرے افراد اس طرح کے واقعات کا سامنا نہیں کریں،اگر دوسرے افراد کے ساتھ بعینہ اس طرح کے واقعات ہو جائیں تو یہ قضایا اعیان شمار نہیں ہوگا۔اور وہ احکامات جن میں خاص واقعات کی بنیاد پر شریعت کا حکم آیا ہو ان میں زیادہ تر نبی ﷺ کا حکم صادر ہوا ہے جبکہ کبھی کبھی بعض واقعات میں اللہ تعالی کی طرف سے بھی حکم آیا ہے جو کہ نسبتا کم ہیں۔[24]

احادیث کے تناظر میں خاص واقعات کی معرفت کا علم حدیث اور اس کے فہم سے گہرا تعلق رکھتا ہے کیونکہ بہت ساری نصوص کی نوعیت ایسی بھی ہیں جن کا تعلق خاص واقعات سے ہیں۔حدیث کے تناظر میں خاص واقعات و حادثات کے علم کی اہمیت کا اندازہ اس

بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتب احادیث کے مؤلفین نے اس قسم کی احادیث کے لئے باقاعدہ ابواب قائم کئے ہیں جن میں ان تمام احادیث کو ایک ہی باب کے تحت جمع کیا گیا جن کا تعلق قضایا اعیان یعنی خاص واقعات سے ہے۔[25]

اس موضوع کو نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے سمجھا جاسکتا ہے۔

مسند احمد میں ہے۔"جعل النبي صلى الله عليه وسلم شهادة خزيمة شهادة رجلين"[26]

"نبی اکرم ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ٹھرایا ہے"

اس مقام پر خزیمہ رضی اللہ عنہ کی اکیلے کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہونا صرف آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مخصوص ہے لیکن عمومی نصوص کی روشنی میں دیگر افراد کے لئے یہ خصوصیت ذکر نہیں ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی یہ فضیلت صحابہ کے درمیان بھی مشہور تھی۔

فہم حدیث کے متعلق اصولیین کا منہج

سنت اور احادیث کے فہم کے ضوابط کے ساتھ ساتھ اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ تمام فقہاء کرام سنت نبوی ﷺ کو تحکیم کا اولین اور اساسی ماخذ قرار دے کر اس کو بغیر پس و پیش کے قبول کرتے ہیں۔البتہ یہ ضرور ہے کہ قبول حدیث کی شرائط میں اختلاف کے کی بناء پر اس کی تفصیل و تشریح میں اختلاف کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی سنت رسول اللہ ﷺ سے سند و متن کے اعتبار سے ثابت ہو تو وہ تشریعی مصدر ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر حجت بھی ہے۔

سنت کے صحیح فہم حاصل کرنے اور اس کو دلیل بنانے اور اس سے احکامات کے استخراج کے لئے ماہر فقہاء کرام نے جو منہج اختیار کیا ہے،اس کو آنے والے عنوانات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے،۔

حدیث کی صحت ثابت ہونا

راسخ اہل علم نے حدیث کی صحت کی تاکید و توثیق کے لئے کئی اہم اور باریک معیارات مقرر کئے ہیں جن میں سند اور متن دونوں کا صحت پر کھا جاتا ہے۔

حدیث قولی ہو، فعلی ہو یا تقریری ہو اس کا صحیح اور صائب فہم حاصل کرنے کے لئے اسی میزان و معیار کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ علم حدیث کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنانے والے علماء نے اپنی زندگیاں اسی کام میں صرف کر کے انتہائی تگ و دو سے ایسے اصول اور ضوابط بنائے ہیں جن کا موضوع ہی حدیث کی صحت اور متن کی جانچ پڑتال ہوتا ہے۔اہل علم حدیث رسول ﷺ کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک اس کی مکمل اور متصل سند موجود نہ ہو،یعنی احادیث میں ان کے ہاں صرف وہی قابل قبول ہیں جن کی سند ابتداء سے انتہاء تک بغیر کسی انقطاع و خلا کے متصل ہو۔[27]

مندرجہ بالا سطور سے معلوم یہ ہوا ہے کہ علماء نے اس باب میں کافی اہتمام سے کام لیا ہے اور حدیث کی صحت کو بہتر انداز سے سمجھنے کے لئے بنیادی اصطلاحات وضع کی ہیں جیسے مقبول، مردود، شاذ، معلل، وغیرہ۔ یاد رہے کہ متقدمین محدثین کے نزدیک "مقبول" سے متاخرین کی " صحیح لذاتہ "مراد ہے۔

یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ضروری ہے کہ صرف "صحیح "اور "حسن "پر اکتفاء کرنا بزرگ ائمہ اور کبار محققین کا منہج ہے، جیسے یحی بن معین،امام بخاری،امام مسلم،ابن العربی،اور ابن تیمیہ وغیرہ۔ صرف "صحیح "اور "حسن "پر اکتفاء کرنے میں ان حضرات کا منہج معلوم و معروف ہے چاہے احادیث کا تعلق حلال و حرام سے ہو، ترہیب و ترغیب سے ہو یا فضائل اعمال سے ہو۔[28]

البتہ بعض علماء فضائل اعمال کے باب میں کچھ شروط و ضوابط کی بنیاد پر ضعیف احادیث پر عمل کرنے کے قائل ہیں، جیسا کہ امام احمد بن حنبل اور ابن مہدی وغیرہ سے منقول ہیں: "إذا روينا في الحلال والحرام تشددنا في الأسانيد ،وانتقادنا الرجال، وإذا روينا في الترغيب والترهيب والفضائل تساهلنا"

"جب ہم حلال و حرام میں روایت کرتے ہیں تو اسانید میں اور راویوں پر تنقید میں سختی کرتے ہیں اور جب ترغیب و ترہیب یا فضائل میں روایت کرتے ہیں تو نرمی سے کام لیتے ہیں۔"

جو حضرات ضعیف روایات پر عمل کے قائل ہیں انہوں اس کے لئے جو بڑی اور اہم شروط ذکر کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"أن يكون الضعف غير شديد"

"حدیث میں ضعف کی نوعیت بہت زیادہ نہ ہو۔"

"أن يكون مندرجا تحت أصل عام"

"وہ حدیث عام اصول کے مندرجات میں داخل ہو۔(اس میں مسلمہ اصولوں کی مخالفت نہ ہو)۔"

"ألا يعتقد عند العمل به ثبوته."

"اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثابت ہونے کا اعتقاد نہ ہو۔"[29]

بہتر الفاظ کو اختیار کرنے کے لئے جستجو کرنا

اس ضابطے سے مراد یہ ہے کہ تعبیرات میں عربی لغت کے قوانین کا لحاظ کرتے ہوئے نصوص میں وارد الفاظ کے معانی کے لئے بہتر رخ متعین کرنا۔اس اصل کے تحت دو اہم امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

معانی کا تعین کرتے وقت عرف عرب کا خیال رکھنا

حدیث میں وارد الفاظ کے معانی متعین کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ورود حدیث کے وقت اس کا مفہوم اہل عرب کے ہاں کس طرح سمجھا جاتا تھا۔۔اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ عہد رسالت میں نصوص جس طرح وارد ہوئی ہیں ،ان میں لغت عربی کے ساتھ ساتھ اس وقت کے عرف (معاشرے) کا خیال بھی رکھا گیا ہے۔اسی وجہ سے علماء معانی کا رخ متعین کرتے وقت اس بات کا خصوصی طور پر اہتمام کرتے ہیں کہ اس وقت اہل عرب کے ہاں لغت عرف (معاشرے) میں اس کا استعمال کس مفہوم اور کس نوعیت کا تھا۔

لغت عربی کے قواعد کا لحاظ رکھنا۔

عربی لغت کے قواعد کا اہتمام نصوص شرعی کو سمجھنے کا بہترین وسیلہ ہے اور یہی شریعت کا بھی تقاضہ ہے کیونکہ وحی (قرآن و سنت) کی زبان عربی ہے۔اور اس کی تائید کے لئے قرآن کریم کا واضح اشارہ موجود ہے: "بلسان عربی مبین"[30]

"ہم نے اس قرآن کو واضح (آسان) عربی زبان میں نازل فرمایا"

پس معلوم یہ ہوا کہ فہم حدیث کے لئے جس طرح نصوص میں وارد الفاظ کے معانی اور اس وقت کے عرف کا خیال رکھنا ضروری ہے، اس طرح اس میں قواعد عربی (گرامر) اور خاص طور پر جملوں کی ترکیب اور ان میں باہمی ربط کا خیال رکھنا بھی بہت اہم ہے۔[31]

ضرورت کے وقت تاویل

احادیث میں وارد الفاظ کے معانی میں اصل تو یہ ہے کہ انہیں ان معانی پر محمول کیا جائے جن کے وہ متقاضی ہیں اور الفاظ کے معانی سے اس طرح ہی مستفید ہونا چاہئے جس طرح کے وہ وارد ہوئے ہیں۔ اور انہیں اصول کے تحت جملہ نصوص کو پرکھا جائے گا، یعنی اصل تو یہ کہ نصوص کو ان معانی پر ہی محمول کیا جائے جو سماع کے دوران فوری طور پر ذہن میں آئے اور پھر اس کے فہم میں کسی خارجی دلیل کی ضرورت بھی نہ ہو۔[32]

اسی وجہ سے واجب تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے کلام کو اس ظاہر پر محمول کیا جائے جو فوری طور پر سمجھ میں آنے کے ساتھ ساتھ خطاب کے وقت الفاظ کا مقصود بھی ہو اور اسی سے ہی فہم و تفہیم ممکن ہو۔ البتہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر ضرورت کے وقت نصوص کی تشریح و تفصیل میں کہیں تاویل کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ کچھ اصولوں اور ضابطوں کی روشنی میں کی جاسکتی ہے۔

نصوص کو باہم ملا کر مفاہیم کا استخراج

اس اصل سے مراد یہ کہ احادیث کا مفہوم ایک دوسرے سے تعلق کے تناظر میں دیکھا جائے۔ نصوص پر غور و فکر کرنا اور اس سے احکام کا استنباط اس وقت زیادہ بہتر ہو سکتا ہے جب ان تمام نصوص ایک دوسرے سے ملا کر سامنے رکھ دی جائیں جن کی کسی نہ کسی درجے میں ایک دوسرے سے مماثلت و تعلق ہوتا ہے کیونکہ قرآن و سنت کے نصوص کا آپس میں گہرا ربط ہے۔

اس مقام پر بعض ان امور کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ فقہاء نصوص سے استنباط کے دوران اس کا لحاظ کرتے ہوئے احادیث کو سمجھتے ہیں۔ ان میں سے چیدہ امور مندرجہ ذیل ہیں۔

- نصوص کے سیاق و سباق کا لحاظ رکھنا۔
- اسباب ورود احادیث سے مدد حاصل کرنا۔
- مقاصد شریعت پر تدبر و تفکر کر کے اس سے رہنمائی حاصل کرنا۔[33]

فہم حدیث کے متعلق اہل اصول کے منہج و ضوابط کی امتیازی خصوصیات

فہم حدیث کے متعلق فقہاء و اہل اصول کا منہج ذکر کرنے بعد ان اہم نکات پر روشنی ڈالنا بھی ضروری ہے جن کی بنیاد پر یہ منہج و معیار امتیازی خصوصیات کا حامل ہے۔ ان چیدہ خصوصیات میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

سنت رسول ﷺ کی حجیت کا اثبات۔

اہل اصول اور فقہاء نے سنت رسول ﷺ کی دفاع کی ذمہ داری ہمیشہ سے اپنے کاندھوں پر لی ہے اور جب بھی ضرورت پڑی ہے، یہ جماعت صف اول میں اس مقدس مشن کے لئے بر سر پیکار رہی، اور دفاع کے اس میدان میں وہ دو اہم امور کا لحاظ کرتے ہیں۔

امر اول: یہ حضرات حجیت سنت کو اس انداز سے صحیح دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ اس کا انکار کرنے والے خود بھی اس کے ثبوت کا اعتراف کرتے ہیں اور اس میں وہ حضرات نقلی دلائل ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل کو بھی پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے علماء کرام سنت سے تفصیلی طور پر استنباط سے پہلے اس کو اجمالی طور پر ثابت کرتے ہیں اور اس کام میں ان کا مقصد صرف رسول اکرم ﷺ کی عصمت کی حفاظت کرنا ہوتا ہے تا کہ یہ ثابت کر سکے کہ جو بھی منقول ہے وہ معصوم ذات سے منقول ہے۔ اس بناء وہ شک کرنے والوں کا راستے روکتے ہیں۔ حجیت سنت کی قطعیت کو ثابت کرنے کے لئے علماء نے اپنی کتابوں میں مختلف قسم کی نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل بھی دلائل ذکر کیئے ہیں۔

امر ثانی: ان شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا جو سنت رسول ﷺ کے حوالے سے میں پہلے زمانے میں پیدا کیئے گئے یا بعد کے زمانے میں وجود میں لائے گئے۔ علماء نے سنت کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کا راستہ بالکل اسی طرح روکا ہے جس طرح منکرین سنت کا راستہ روکا ہے۔ اس لئے انہوں نے ان شبہات کو ختم کرنے کے لئے نہ صرف دلائل ذکر کئے ہیں بلکہ عامۃ الناس کے سامنے بھی ہر اس چیز کی تفصیل بیان کر دی ہیں جس کی بناء ان کے ذہنوں میں سنت کے حوالے سے سوالات اٹھ رہے تھے، اس طرح نے انہوں نے ان تمام شبہات کی جڑیں ختم کرنے کے لئے نہ صرف ضابطے بنائے بلکہ اپنی قیمتی تالیفات میں اس کے لئے باقاعدہ فصول خاص کی ہیں اور یا ابواب قائم کیے ہیں۔ اس میں ہر ایک قاری کے لئے بہترین اور منظم انداز سے سب کچھ پیش کیا گیا بلکہ ان کتب کی ایک اہم خصوصیت بہترین انداز سے قوت دلیل کو ذکر کرنا ہے۔

یہ سب کچھ کرنے کا مقصد صرف اہل علم کی طرف سے سنت ﷺ کا دفاع ہے، کیونکہ ان کے ہاں ذخیرہ احادیث سے صرف وہی قابل قبول ہے جو صحیح اور ثابت ہو اور جو اس کے برعکس ہو اسے ہر گز سنت نہیں کہتے، اس وجہ سے ہمیشہ سے ان کی یہ حرص رہی کہ انتہائی دقیق انداز سے ایسے ضوابط وضع کئے جائیں جس کے ذریعے سنت کا صحیح فہم حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ غلط فہمی میں واقع ہونے کے امکانات کا خاتمہ بھی ہو۔[34]

ظن غالب کی بنیاد پر عمل

وہ امور جو اصول دین یا مسلمات و محکمات سے تعلق رکھتے ہوں، ان کے ثبوت کے لئے بہر صورت دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان امور کے ثبوت کے لئے محض ظن یا ظن غالب کافی نہیں ہوتا۔ البتہ وہ احکام جو عقائد سے تعلق نہیں رکھتے ان پر عمل کو واجب قرار دینے کے لیے ظن غالب بھی کافی ہے۔ اگرچہ اصل تو یہ ہے کہ احکامات کی بنیاد خالص یقین پر قائم ہو۔ اس وجہ سے اگر یقین کی طرف جانا ممکن ہو اس صورت میں کسی اور طرف جانا جائز نہیں ہے البتہ اگر یقین کی طرف جانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں ظن غالب یقین کا قائم مقام ہے اور اسی پر احکامات کی عمارت قائم کی جائیگی۔ کیونکہ ہمارے حق میں ظن غالب عمل کے واجب ہونے کے لئے یقین کا قائم مقام ہے اور اسی پر ہی علماء کا اتفاق ہے۔ مذکورہ بالا قاعدے کی تائید و دلیل کے لئے بعض احکام شرعیہ کافی ہیں جیسے خبر واحد پر عمل کرنا یا قیاس سے استدلال کرنا وغیرہ۔ اس قسم میں کے امور میں ہمارے پاس ظن غالب کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ علاوہ دیگر نبی

اکرم ﷺ نے ظن غالب اور امر ظاہر دونوں کے مطابق فیصلہ دیا اگرچہ معاملہ ظاہر تھا۔ یاد رہے کہ فیصلہ کرنے میں قطعیت ہر گز شرط نہیں ہے کیونکہ یہ غالبا متعذر ہوتا ہے اور نبی ﷺ کا ظن غالب پر عمل کرنا شریعت میں اس کی حجیت کی دلیل بھی ہے۔[35]

احکامات میں شریعت کی طرف سے عطا کی گئی آسانیاں بیان کرنا

شریعت کے احکامات آسانی اور تیسیر پر مبنی ہیں، اور اس بات کی دلیل کے لئے قرآن و سنت میں دلائل موجود ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔" يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ-"[36]

"اللہ تعالیٰ آپ کے لئے آسانی چاہتا ہے اور مشکل نہیں چاہتا۔"

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔"يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا۔"[37]

"آسانی پیدا کرو اور مشکل پیدا نہ کرو"

اور علماء کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت تیسیر پر مشتمل ہے۔ اہل اصول کو اس امر میں خصوصیت حاصل ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ میں مقاصد شریعت کو خصوصی طور پر دیکھتے ہیں تا کہ شریعت کی اکملیت اور وسعت ظاہر ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں ہر زمانے اور جگہ کے لوگوں کے لئے جو مصلحتیں پوشیدہ ہیں وہ بھی نمایاں ہو جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے رخصتوں کے ضوابط وضع کرنے اور ان میں مہارت حاصل کرنے کے لئے بڑے تگ و دو سے کام لیا ہے اور اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ مصلحتوں کی بنیاد پر کچھ ضوابط کی روشنی میں شریعت میں تغییر ممکن ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے مقاصد اور سنت کے درمیان تعلق واضح کر دیا۔ جہاں علماء نے اس موضوع پر باقاعدہ تالیفات لکھی ہیں وہی اپنی کتابوں میں اس کے لئے ابواب بھی مختص کر دیئے ہیں۔ اس موضوع کا احاطہ کرنے میں معرکۃ الآراء کتاب امام شاطبیؒ کی "مقاصد شریعت" ہے جس میں امام صاحب نے تفصیلی انداز میں مقاصد شریعت اور سنت نبوی ﷺ میں ربط پیدا کیا ہے۔[38]

واقعات اور احکامات کے مابین ربط دیکھنا

اہل اصول کی طرف سے وضع کردہ ضابطے اور قوانین الفاظ احادیث کو پرکھنے اور واقعات و حادثات کے پیش نظر نزول احکامات کی خوبصورتی کو دیکھنے کے لئے ایک بہترین میزان و مقیاس شمار کیا جاتا ہے۔ یہ ضابطے سنت کی صحیح فہم حاصل کرنے ایک ایک عمومی فریم ورک کے ساتھ ساتھ انسان کو سنت نبوی ﷺ کے ساتھ تعامل کا طریقہ کار بھی تشکیل دیتا ہے جو سنت کو اس کا راہنما کردار فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ امت میں اس کے عرفی اور تہذیبی مقام کو بھی بحال کرتا ہے۔ اس بات کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر معاصر اجتہادات میں کسی سے دوران استنباط کوئی غلطی صادر ہوئی ہے اور پھر اس کے اسباب پر غور فکر کیا جائے تو معلوم ہوتا کہ ہے نصوص شرعیہ سے استنباط کرتے وقت انہوں نے ان ضوابط کا لحاظ نہیں رکھا ہے۔۔ اس کا معنی یہ ہوا ہے کہ فہم حدیث کے متعلق اہل علم کی طرف سے وضع کردہ ضوابط و قوانین سے روگردانی غلطی کا باعث ہوتی ہے۔[39]

دوران استدلال قواعد عربیۃ کو ملحوظ خاطر رکھنا

ان چیدہ چیدہ خصوصیات میں جو ایک اور اہم خصوصیت دیکھنے کو ملتی ہے وہ یہ کہ یہ حضرات نصوص سے استدلال و استنباط کے وقت لغت عربی سے متعلق امور کا انتہائی حد تک خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ نصوص شرعیہ سے

استدلال کے وقت لغت عربی کے اصولوں اور قواعد کا خیال رکھنا نصوص کے فہم میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور خاص طور پر وحی کا خطاب جس معنی و مفہوم میں نازل ہوتا ہے اس کو بہتر انداز میں سمجھنے اور بیان کرنے کے فوائد ہوتے ہیں۔

اہل علم نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے گاہے بہ گاہے قلم اٹھا کر قیمتی تالیفات لکھی ہیں۔ان تالیفات کا اساسی موضوع ہی الفاظ احادیث اور ان کے معانی کے مابین تعلق کو بتانا ہوتا ہے جس سے متکلم کے خطاب کا مفہوم مزید اچھی طرح واضح اور نمایاں ہوتا ہے۔ فن اصول فقہ میں موجود بعض اہم اصطلاحات جیسے عام، خاص، حقیقت، مجاز، مشترک اور مؤول اور اس سے ملتی جلتی دیگر اصطلاحات جن کا تعلق الفاظ کے دلالات سے ہے، اسی کی ایک شکل ہے۔[40]

خلاصہ بحث:

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ اصولیین کے نزدیک فہم حدیث محض الفاظ کے ظاہری معنی تک محدود نہیں، بلکہ اس کے لیے سند کی صحت، متن کا درست فہم، سیاق وسباق، مقاصد شریعت، عربی زبان کے قواعد، عرفِ عرب، ناسخ و منسوخ، تعارض و ترجیح اور قضایا اعیان جیسے اصولوں کا لحاظ ضروری ہے۔اصولیین کا منہج یہ ہے کہ اگر نصوص میں بظاہر تعارض محسوس ہو تو پہلے جمع و تطبیق کی کوشش کی جائے، پھر ضرورت کے وقت ترجیح یا نسخ کی طرف رجوع کیا جائے۔اسی طرح وہ حدیث کو شریعت کے عمومی مقاصد اور امت کی مصلحتوں کے تناظر میں سمجھتے ہیں، تاکہ سنت کی حقیقی روح برقرار رہے۔اس مطالعے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اصولیین نے سنت نبوی ﷺ کی حجیت کا دفاع کیا، منکرین سنت کے شبہات کا جواب دیا، اور استنباطِ احکام کے لیے ایک مضبوط علمی و اصولی نظام فراہم کیا۔ لہٰذا فہم حدیث میں اصولیین کا منہج آج بھی علمی تحقیق، فقہی اجتہاد اور معاصر مسائل کے حل کے لیے نہایت اہم اور قابل اعتماد رہنما اصول فراہم کرتا ہے۔

حواشی

1. أبو زهرة، محمد، أصول الفقه، الناشر: دار الفكر العربي، ص:٣٠٩
2. السبكي، علي بن عبد الكافي، الإبهاج في شرح المنهاج، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، ١٩٨٤م، ٧/٢٥٠١
3. البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، بَاب: هَلْ يَقْضِي الْقَاضِي أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غضبان، الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) - دمشق، ١٩٩٣م، ٦/٢٦١٦
4. ايضا، باب: فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شجر بينهم، ٤/١٦٧٤
5. سورة النساء:٦٥
6. السبكي، علي بن عبد الكافي، الإبهاج في شرح المنهاج، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، ١٩٨٤م، ١/٢٧٧٤
7. فكير، احمد بن محمد، "من ضوابط فهم السنة النبوية (جمع الروايات في موضوع واحد وفقهها "(http://elibrary.mediu.edu، ص:٦
8. الجابري، د. اريج فهد عابد، "ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"، قاہرہ، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية. العدد 94.95، ص:١٩
9. ايضا، ص:٢٠
10. المعافري، أبو بكر بن العربي، الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم، الناشر: مكتبة الثقافة الدينية، ١٩٩٢م، ٢/١
11. الجابري، د. اريج فهد عابد، "ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"، قاہرہ، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية. العدد 94.95، ص، ١٩
12. الشيباني، ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد، "مسند الإمام أحمد بن حنبل"، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ طبع اول هـ - ٢٠٠١ م، ١/٢٨١
13. ابن عاشور، محمد الطاهر ، مقاصد الشريعة، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، قطر ٢٠٠٤م، ص:٣/٥١
14. البدوي، يوسف أحمد محمد، مقاصد الشريعة عند ابن تيمية، الناشر: دار النفائس، ٢٠٠٠م، ص:٥٤
15. القرضاوي، يوسف، كيف نتعامل مع السنة، الناشر: دار الشروق، ٢٠٠٢م، ص:١٣٥
16. البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، بَاب: بَاب: الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ، الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) - دمشق، ١٩٩٣م، ٥/٢٣٧٣
17. مجمع اللغة العربية بالقاهرة، المعجم الوسيط، الناشر: دار الدعوة، ١/٤٦٥
18. سورة البقرة، ١٨٧
19. الشيباني، ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد، "مسند الإمام أحمد بن حنبل"، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ طبع اول هـ - ٢٠٠١ م، ٣٢/١١٣
20. الطلحي، ردة الله بن ردة، دلالة السياق، (رسالة دكتوراء)، جامعة ام القرى، السعودية، ص:٥١
21. ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين، بدائع الفوائد، الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت، لبنان، ٤/٨١٥
22. الحنبلي، القاضي، أبو يعلى، محمد بن الحسين الفراء، العدة في أصول الفقه، الناشر: بدون ناشر، ١٩٩٠م، ١/١٨
23. هدي بنت أبو بكر ، الاثر الفقهي المترتب على الخلاف في اعتبار وقائع الاعيان، الدراسات العليا الشرعية ، ٢٠٠٠م، ٢٦/١
24. الجابري، د. اريج فهد عابد، "ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"، قاہرہ، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية. العدد 94.95، ص:٣٨
25. هدي بنت أبو بكر ، الاثر الفقهي المترتب على الخلاف في اعتبار وقائع الاعيان، الدراسات العليا الشرعية ، ٢٠٠٠م، ١/٢٦
26. الشيباني، ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد، "مسند الإمام أحمد بن حنبل"، مؤسسة الرسالة، ١٤٢١ طبع اول هـ - ٢٠٠١ م، ٣٦/٢٠٦

27. الجابري، د. اريج فهد عابد،."ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"،قاہره، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية.العدد 94.95،ص:٥٦
28. السيوطي، عبد الرحمن بن ابي بكر، جلال الدين، "تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي"، مكه ،دار طيبة،ج3،ص:٢٩٥-٢٩٨
29. الجابري، د. اريج فهد عابد،."ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"،قاہره، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية.العدد 94.95،ص:٥٧
30. سورة الشعراء: 195
31. الجابري، د. اريج فهد عابد،."ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"،قاہره، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية.العدد 94.95،ص:٥٧
32. السرخسي،أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل،"أصول السرخسي"،لجنة إحياء المعارف النعمانية بحيدر آباد بالهند،١/١٦٤
33. الجابري، د. اريج فهد عابد،."ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"،قاہره، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية.العدد 94.95،ص:٥٨
34. الشوكاني،محمد بن علي بن محمد بن عبد الله،إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول،الناشر: دار الكتاب العربي،١٩٩٩م،١/٩٦
35. الشاطبي، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي، "الاعْتِصَام"، المملكة العربية السعودية، دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع ، ،١٤٢٩ هـ-٢٠٠٨ م ٢/٤٣
36. سورة البقرة:١٨٥
37. البخاري،أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري،صحيح البخاري، باب: قول النبي ﷺ: (يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا،الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) - دمشق،١٩٩٣م،٥/٢٢٦٩
38. الشاطبي، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي، "الاعْتِصَام"، المملكة العربية السعودية، دار ابن الجوزي للنشر والتوزيع ، ،١٤٢٩ هـ-٢٠٠٨ م،٤/٢٨٩
39. الجابري، د. اريج فهد عابد،."ضوابط فهم الحديث بين قوعد الأصوليين و المحدثين"،قاہره، مجلة الدراسات الإسلامية والبحوث الأكاديمية.العدد 94.95،ص:٦٥
40. ايضا،ص:٦٦